بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا امیر کا قریشی ہونا ضروری ہے؟

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا امیر کا قریشی ہونا ضروری ہے؟

جماعت المسلمین کے خلاف متعدد قسم کے فتنے اٹھے ، اللہ تعالیٰ نے ان فتنوں کو کچل دیا۔ مثلاً امیر کی اطاعت فرض نہیں ہے حکومت والے امیر کی اطاعت فرض ہے۔ کبھی کہا گیا بیعت امیر کی نہیں خلیفہ کی فرض ہے، کبھی کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مکہ میں اسلام کی بیعت لی ہے سماع و طاعت کی بیعت نہیں لی۔ اللہ تعالےٰ نے معترضین کے جوابات دلوائے اور ان کو چپ کر دیا۔

آج کل یہ اعتراض اور فتنہ اٹھ رہا ہے کہ امیر ہر حال میں قریشی ہی ہونا چاہیئے دیکھتے ہیں کہ یہ اعتراض کس حد تک درست ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی تکمیل کرنے کے بعد صحابۂ کرامؓ کو یہ خوشخبری سنائی کہ یہ دین جس کو اللہ نے مکمل کر دیا ہے بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔

بارہ۱۲ خلفاء تمام کے تمام قریش میں سے ہوں گے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامرُ عزیزًا الی اثنی عشر خلیفۃ قال ثم تکلم بشیءٍ لم افہمہ فقلت لابی ما قال فقال کلھم من قریش (صحیح مسلم ۳/۱۴۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین بارہ خلفاء تک غالب ہی رہے گا۔ کہتے ہیں پھر کوئی بات کہی میں اسے سمجھ نہ سکا، میں نے اپنے والد سے کہا: آپ نے کیا فرمایا (والد صاحب نے کہا) آپ نے

فرمایا : وہ تمام قریش میں سے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال ھذا الامرُ فی قریش ما بقی من اثنان (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ امر قریش ہی میں رہے گا جب تک قریش میں سے دو شخص بھی ہوں گے۔

یعنی تقویٰ شعار، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے، علم، تفہیم اور سیاست کو جاننے والے اگر دو قریشی بھی ہوں تو ان کو ہی امیر بنانا، اگر یہ صفات ان میں نہ ہوں تو پھر تقویٰ، تفقہ فی الدین کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر قریشی کو بھی امیر بنایا جا سکتا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

کنت مع ابی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یکون لھذہ الامۃ اثنا عشر خلیفًا لا یضرھم من خذلھم...... (رواہ الطبرانی ۲/۱۹۶ وسندہ حسن)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے والد صاحب کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا : یہ امت (غالب ہی رہے گی) جب تک بارہ خلفاء قائم رہیں گے۔ ان کی مخالفت کرنے والا ان کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ[۱۲] خلفاء کی مخالفت کرنیوالا ذلیل ہو جائے گا۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا :

وان ھذا الامر فی قریش ما اطاعوا اللہ واستقاموا علی امرہ۔ (فتح الباری ۱۳/۱۱۶)

یہ امارت قریش ہی میں رہے گی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیں گے اور اسکے امر پر قائم رہیں گے۔

یعنی مشروط طور پر امارت قریش میں رہے گی۔

خلافت قریش میں مشروط طور پر رہے گی

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمرو بن العاصؓ قحطان والی حدیث بیان کر رہے ہیں تو حضرت معاویہؓ کو غصہ آیا اور انہوں نے حمد و ثناء کے بعد کہا یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نادانوں کی سی باتیں کرتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:۔

ان ھذا الامر فی قریش لا ینازعھم احد الا اکبہ اللہ علی وجھہ ما اقاموا الدین (صحیح بخاری)

یہ امارت قریش میں رہے گی جو شخص اُن سے امارت کو چھینے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے منہ کے بل اوندھا کر دیگا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔

یعنی شروع زمانے میں کسی غیر قریشی کا خلیفہ ہونا درست نہیں ہے، بارہ خلفاء کی پیشین گوئی تو آپؐ نے خود ہی فرمائی ہے، اگر کسی نے بارہ خلفاء کی مخالفت کی اور ان سے یہ امارت چھیننے کی کوشش کی، خلیفہ بننے میں رکاوٹ ڈالی تو اللہ تعالیٰ ان کو ناکام کر دے گا مزید برآں ان کو اوندھا کر دے گا مگر شرط یہ ہے کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے متقی اور پرہیزگار رہیں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الناس تبع لقریش فی ھذا الامر خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا.........

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لوگ اس امارت میں قریش کے پیروکار رہیں گے۔ جو لوگ ایام جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اچھے

(الفتح الربانی جز۲۳، ص۹ واسنادہ جید) ہوں گے جب وہ (دینی) سمجھ بوجھ حاصل کر لیں گے۔

اگر قریش امارت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو تفقہ فی الدین حاصل کریں تو پھر قریش لوگوں کو اپنے پیچھے چلا سکتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یا معاویۃ ان ولیت امرًا فاتق اللہ واعدل قال فازلت اظن أنی مبتلی بعلٍ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابتلت (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ وسندہ حسن ومجمع الزوائد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ اگر تم امارت کے والی بنائے جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ کہتے ہیں: پھر میں سوچتا ہی رہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہیں میں کسی مشکل میں نہ پڑ جاؤں حتیٰ کہ میں مبتلا آزمائش ہوا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ طیبہ میں بھی آئندہ آنے والے خلیفہ کو تقویٰ اور انصاف کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

ابن حجرؒ کہتے ہیں:۔

لم یقیموا الدین خرج الامرُ عنہم (فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱۱۷/۱۳)

قریش نے دین کو قائم نہ کیا تو امارت ان سے جاتی رہے گی۔

امارت قریش سے جاتی رہے گی

حضرت ذو مخبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امارت

کان ھذا الامرُ فی حمیر فنزعه الله منھم وصیّرہ فی قریش و سیعود الیھم (فتح الباری ۱۳/ ۱۱۷ وسندہ جیّد)

حمیر میں تھی یعنی غیر قریش میں. پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے چھین لی اور قریش کو دے دی اور عنقریب غیر قریش کی طرف لوٹ جائے گی۔

نوٹ :۔ ''حمیر'' کے معنیٰ اہل خاندان، جنگل والے (لغت)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہر حال میں امارت قریش میں نہیں رہے گی. ان سے چھن بھی سکتی ہے اور پھر مل بھی سکتی ہے۔

غلام بھی امیر بنایا جاسکتا ہے

چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیے:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسمعوا واطیعوا و ان استعمل علیکم عبدا حبشی کان رأسه زبیبة (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے گویا کہ اس کا سر کشمش کے برابر ہو۔

یعنی غلام اور وہ بھی حبشی، کالا، کم عقل، معمولی سوجھ بوجھ کا مالک جو امورِ سیاست کو صحیح طور پر نہ جانتا ہو۔ پھر بھی اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو. اطاعت کرتے رہو، بات مانتے رہو۔ امورِ سیاست میں غلام کا ساتھ دیتے رہو اور اختلاف کر کے جماعت المسلمین کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(۲) حضرت ام حصینؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر حج کیا. میں نے سنا آپ فرما رہے تھے :۔

ان امر علیکم عبدٌ مجدعٌ (حسبتھا

اگر تم پر ہاتھ پیر کٹا سیاہ فام غلام امیر بنا دیا

قالت) اسود یقود کم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا (صحیح مسلم ۳/۱۴۶۸)

جائے جو تمہاری قیادت اللہ کی کتاب سے کرے تو اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔

پہلی حدیث میں بتایا گیا تھا کہ اگر وہ بہت کم عقل ہو، اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر وہ ہاتھ پیر کٹا ہو، سیاہ فام ہو تب بھی سماع وطاعت سے ہاتھ نہ کھینچنا۔

امام عبداللہؒ کہتے ہیں :-

سمعت ابی یقول انی لا اری لہ السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ (رواہ احمد ۶/۴۰۳)

میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں سمجھتا ہوں تنگی اور آسانی میں خوشی اور ناخوشی میں (ایسے غلام) کی اطاعت کرنا اور اس کی بات سننا (ضروری ہے)

(۳) یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۴) اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (رواہ الترمذی ۴/۲۰۹)

(۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

ان خلیلی اوصانی ان اسمع و اطیع وان کان عبداً مجدع الا طراف (صحیح مسلم)

میرے دوست یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میں امیر کا حکم سنتا رہوں اور اطاعت کرتا رہوں اگرچہ مجھ پر کوئی ہاتھ پیر کٹا غلام (ہی کیوں نہ امیر مقرر کر دیا جائے)۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حسب ونسب کے لحاظ سے بہت معمولی ہو،

خوبصورت ہو نہ اعلیٰ خاندان، عقل ہو نہ رنگ روپ تب بھی اپنی خواہشات کو رد کرتے ہوئے ایسے غلام کی اطاعت کرنی ہے اور جماعت کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔

جب حضرت ابوذرؓ اور حضرت معاویہؓ میں زکوٰۃ کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ غفاری کو واپس بلوالیا اور ربذہ مقام پر بھیجدیا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوذر آپ یہاں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

ولو امّروا علیّ حبشیاً لسمعت و اطعت (صحیح بخاری) (وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ۱۱/۱۱۱) ولو امّروا علی عبداً حبشیاً.

اگر مجھ پر حبشی غلام بھی امیر بنا دیا جائے تو میں اس کی بھی سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔

یعنی یہ تو حضرت عثمانؓ امیر المؤمنین ہیں اگر ان کی جگہ کوئی حبشی غلام بھی مجھ پر امیر ہو تو میں سماع و طاعت سے ہاتھ نہ کھینچوں گا۔

حضرت ھذیل بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:۔

خطبھم معاویۃ فقال ایھا الناس انکم فیما بایعتمونی طائعین ولو بایعتم عبداً حبشیاً مجدّعاً لجئت حتی ابایعہ معکم قال فلما نزل عن المنبر قال لہ عمرو بن العاص تدری ای شیءٍ بہ الیوم زعمت ان الناس بایعوك طائعین ولو بایعوا عبداً حبشیاً مجدّعاً لجئت حتّیٰ تبایعہ معھم قال فقام معاویۃ الی المنبر فقال ایھا الناس وھل کان احدٌ احق

حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: اے لوگو تم نے میری بیعت برضاء و رغبت کرلی ہے اگر تم کسی ہاتھ پیر کٹے حبشی غلام کی بیعت بھی کرلیتے تو میں آتا حتّٰی کہ میں بھی تمہارے ساتھ ایسے غلام کی بیعت کرلیتا (جو ہاتھ پیر کٹا ہوتا)۔ کہتے ہیں: جب حضرت معاویہؓ منبر سے اترے تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہ کہا: آپ جانتے ہیں آج آپ نے کونسی چیز کا دعویٰ کیا ہے لوگوں نے آپ

لهذا الامر منی (رواہ ابن ابی شیبۃ ۱۱/۹۴ وسندہ صحیح)

کی بیعت خوشی خوشی کرلی ہے اور اگر وہ کسی ہاتھ پیر کٹے حبشی غلام کی بھی بیعت کر لیتے تو آپ بھی ان کے ساتھ اس غلام کی بیعت کر لیتے۔ کہتے ہیں: حضرت معاویہؓ پھر منبر پر کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: اے لوگو کیا اس امارت کا میرے مقابلہ میں کوئی اور زیادہ حق دار ہے؟

حضرت معاویہؓ نے جو غلام والی حدیث بیان کی اس سے پہلے وہ اس حدیث کا لاعلمی کے سبب انکار کر چکے تھے تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے سوال کیا کہ اب آپ یہ حدیث کہاں سے لائے ہیں. اس سوال سے حضرت معاویہؓ پریشان ہوئے اور پھر منبر پر چڑھ گئے اور کہا اے لوگو کیا اس امارت کا ہم سے زیادہ کوئی اور حقدار ہے؟ یعنی جس زمانے میں حضرت معاویہؓ موجود تھے ظاہر ہے کہ اس زمانے میں کسی غلام کا امیر بننا محال تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی موجود تھی کہ بارہ خلفاء تک اسلام غالب رہے گا اور تمام خلفاء قریشی ہوں گے ان بارہ ائمہ میں سے حضرت معاویہؓ پانچویں امام تھے. بہرحال حضرت معاویہؓ نے بھی تسلیم کرلیا کہ اگر کسی حبشی غلام جو ہاتھ پیر کٹا، سیاہ فام کو امیر مقرر کر دیا جائے اور اس کی بیعت کرلی جائے تو تمام مسلمین پر اس کی بیعت کرنا لازمی ہے اس میں قریشی یا غیر قریشی کی کوئی قید نہیں ہے۔

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

وان اُمّر علیکم عبد حبشیٌ فاسمعوا له واطیعوا .... (مجمع الزوائد ۵/۱۹۲ ۔ درواہ الحاکم فی مستدرکہ ۴/۷۶) (صحیح الجامع

اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی امیر مقرر کر دیا جائے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔

الصغیر ۱/۵۳۴) (ارواء الغلیل)

اس بحث کا لبّ لباب یہ ہوا کہ اگر متقی اور پرہیزگار انصاف کرنے والے، رحم کرنے والے، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، دینی علم اور سیاست کو سمجھنے والے قریش موجود ہیں تو قریش کو فضیلت ہے، خلافت وامارت انہیں کو دی جائے گی اور اگر یہ صفات قریش میں نہ ہوں تو غیر قریشی بھی امیر بن سکتا ہے. علاوہ بریں اب اگر وہ غلام بھی ہے اور وہ امیر بنا دیا گیا ہے تو پھر غلام دیکھو نہ آزاد، رنگ روپ دیکھو نہ حسب ونسب. یہ تمام چیزیں ضمنی ہیں. اصل چیز تقویٰ اور دینی علم ہے. الحمد للہ رب العالمین.

اعتراضات اور ان کا ازالہ

اعتراض "لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی منھم اثنان، الناس تبع لقریش فی الخیر والشر"

ازالہ مطلب یہ ہے کہ اگر تقویٰ شعار، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے، علم وسیاست کو جاننے والے اگر دو قریشی بھی ہوں تو امارت کا حق ان ہی کا ہے، ان کو پھر فضیلت ہے کیونکہ مندرجہ بالا حدیث پر "اذا فقھوا" کی شرط حدیث میں موجود ہے یعنی جب قریش سمجھ بوجھ حاصل کرلیں، ورنہ نہیں.

اعتراض "الخلافۃ فی قریش الی قیام الساعۃ"

ازالہ یعنی خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی. گذشتہ برسہا برس سے خلافت کا وجود ہی ناپید ہے. خلافت کہیں بھی نہیں دکھائی دیتی. معلوم ہوتا ہے کہ خلافت بلا انقطاع ہے بلا انقطاع نہیں ہے. ورنہ اس حدیث کو پیش کرنے والے بتائیں اس وقت خلافت کہاں ہے؟

اعتراض "ان ھذا الامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبہ اللہ فی

النار علی وجھہ ما اقاموا الدین"۔

ازالہ یعنی یہ امارت قریش میں رہے گی، کوئی ان سے عداوت نہیں کریگا مگر اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں اوندھے منہ ڈال دے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔

(الف) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قریشی خلافت پر فائز ہے تو جو شخص بھی اس کو ہٹائے گا، اس سے عداوت کریگا، اس کی مخالفت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کو ناکام کر دے گا اور بروز قیامت آگ میں ڈال دے گا۔

(ب) دوسرا مطلب اس حدیث کا یہ ہو سکتا ہے کہ خلافت کے لئے عہدہ خالی ہوا ہے، امیر یا خلیفہ کا انتخاب ہونیوالا ہے اور امارت یا خلافت کے اہل موجود ہیں یعنی تقویٰ شعار، علم وسیاست کو جاننے والے قریش موجود ہیں، ان کو نظرانداز کر کے کسی غیر قریشی کو خلیفہ یا امیر بنانے کی لوگ تیاری کر رہے ہیں تو اس شکل میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو ناکام کر دے گا اور ان کو ذلت و رسوائی نصیب ہوگی اور امارت قریش سے چھینی نہیں جائے گی۔

اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی منتخب شدہ امیر یا خلیفہ کو ہٹا دیا جائے اس موقع پر تو اگر کوئی غلام حبشی امیر ہے تو اس کی اطاعت ہوگی اور سماعت ہوگی۔

(ت) امارت کا قریش میں رہنے کا دار و مدار اقامتِ دین ہے۔ اگر قریش اقامتِ دین کے اہل نہیں ہیں تو پھر کس بنیاد پر ان کو یہ حق ملے گا؟ مزید برآں "قریش ولاۃ الناس فی الخیر والشر الی یوم القیمۃ" کے بارے میں عرض ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہ ذمہ داری اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ پھر جو صفات احادیث میں آئی ہیں اس وقت ان کو یہ امارت ملے گی۔ سابقہ اوراق ملاحظہ فرمایئے۔

اعتراض "الخلافۃ فی قریش والحکم فی الانصار والدعوۃ فی الحبشۃ والھجرۃ فی المسلمین والمھاجرین بعد"

ازالہ "خلافت قریش میں رہے گی"۔ میں پوچھتا ہوں اب اس وقت خلافت

کہاں ہے؟ ظاہر ہے کہ کہیں نہیں ہے تو اس کو مسلسل بلا انقطاع تصور کرنا درست نہیں ہے۔ یہ خلافت قریش میں بلا انقطاع ہے اور بلا انقطاع بارہ ۱۲ خلفاء تک رہی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث کی کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابتدائی زمانہ پہ صادق آتی ہے۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا کلام کرنا کہ ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔ یہ وہی کیفیت ہے کہ دنیا کے صف اوّل کے قریشی اولیاء اللہ موجود ہوں اور خلافت کسی اور کو دی جائے؟ ظاہر ہے ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا تھا اور نہیں ہوا۔ اس موقع پر ان سے خلافت چھیننا اپنی موت آپ مرنے کے مترادف تھا۔ بہترین قریش کی موجودگی میں کسی غیر قریش کو امیر بنانے کا سوچنا ہی فضول ہے۔ لہٰذا احادیث کو سمجھنے کی کوشش کیجئے غلط مفہوم احادیث کا نہ نکالیں۔

اعتراض | اگر حبشی والی حدیث سے اس جواز کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اسی اصول کی بناء پر دوسرے مسائل بھی دیکھنا ہوں گے۔

ازالہ | جی ہاں ضرور دیکھیں گے۔

اعتراض | کیونکہ جب ایک کام کے لئے ایک اصول بنایا جائے تو پھر ہر بناء پر اصول موضوع باقی مماثل مسائل بھی جائز یا ناجائز ٹھہریں گے۔

ازالہ | جی ہاں ضرور بشرطیکہ معترض اعتراض تعمیری کر رہا ہو اور بناء اصول کو صحیح جگہ پر پیش کر رہا ہو۔

اعتراض | اس حدیث میں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مثال بیان فرماتے ہوئے اطاعتِ امیر کی اہمیت واضح فرمائی ہے اور اس میں ہر امیر شامل ہے۔

ازالہ | قارئینِ کرام حدیث "إن أُمّروا" سے شروع ہوتی ہے۔ جس کو معترض مثال سے تعبیر کر رہے ہیں۔ یہ مثال نہیں بلکہ ایک مخصوص کیفیت کی نشاندہی کرتی ہے کہ حبشی غلام

کے امیر بننے کی کیفیت بھی آسکتی ہے۔ اس مضحکہ خیز اعتراض کے لئے ہم بہت مشہور حدیث پیش کرتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلّھا ولوان تعض باصل شجرۃٍ حتّی یدرکك الموت وانت علی ذٰلك (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

میں نے کہا: نہ ان کی جماعت ہو اور نہ امام؟ آپ نے فرمایا: تمام فرقوں کو چھوڑ کر الگ ہو جانا، اگر تمہیں درخت کی جڑیں چبانی پڑیں (تو چبا لینا) حتّٰی کہ تمہیں موت پالے اور تم اسی حالت میں مرجانا۔

کسی مسلم کا نہ ہونا اور فرقوں کی قباحت کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ نوبت یہاں تک بھی آسکتی ہے کہ درخت کی جڑیں چبانی پڑیں اور ایسی ہی کیفیت حبشی والی حدیث میں بیان کی گئی ہے اگر قریشی اہل نہ ملے تو غیر قریشی بھی امیر بن سکتا ہے۔ کیا یہ مثال بیان کی گئی ہے؟ نہیں بلکہ وہ کیفیت بیان کی گئی ہے جو کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ علاوہ بریں اطاعتِ امیر میں ہر ایک امیر شامل ہے ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہر امیر کی اطاعت کی جائے خواہ وہ قریشی ہو یا غیر قریشی۔

اعتراض اس سے امام جماعۃ کے غیر قریشی ہونے کی دلیل کیسے لی جا سکتی ہے جبکہ امارتِ عظمٰی کا اس میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔

ازالہ حبشی والی حدیث میں امارتِ عظمٰی ہی کی بات ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ دوسری امارتیں تو غیر قریشیوں کو ملتی ہی رہی ہیں۔ مثلاً حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا گیا (صحیح بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا گیا (صحیح بخاری)

انصار اور مہاجرین بھی مختلف جگہوں پر امیر مامور تھے (صحیحین) لہٰذا یہ اعتراض

بھی کم علمی کی وجہ سے واقع ہوا ہے۔

اعتراض | جبکہ امام جماعت کے سلسلہ میں واضح اور الگ حکم خاص موجود ہے یعنی دعویٰ خاص کے لئے دلیل عام نہیں دی جاسکتی۔

ازالہ | دعویٰ خاص اور دلیل عام کی بحث بلا وجہ چھیڑ دی ہے۔ معترض صاحب ذرا غور کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الائمۃ من قریش (صحیحین) یعنی ائمہ قریش میں سے ہوں گے۔ یہ قریش کے لئے عام خبر ہے۔ پھر فرمایا اِذا فقھوا جب وہ دینی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔ ما اقاموا الدین جب تک وہ دین کو قائم رکھیں یہ ہوئی خاص اور عام کی بحث جو حدیث ہی سے ثابت ہے۔ کسی حبشی غلام کا امیر بننا احادیث نبوی سے ثابت ہے اور واضح الفاظ میں ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اعتراضات عدم تحقیق اور کم علمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔

علاوہ بریں جو لوگ رکوع سے اٹھ کر ہاتھ باندھتے ہیں ان کے پاس واضح الفاظ نہیں ہیں، جب ان کو یہ الفاظ نہیں ملتے تو وہ ہاتھوں کی باندھنے کی عام حالت پیش کر دیتے ہیں۔ اس پہ کہا جاتا ہے کہ دعویٰ خاص اور دلیل عام۔ مگر اس مسئلہ میں وہ کیفیت نہیں ہے۔ یہاں تو احادیث کے واضح اور بالکل صاف الفاظ موجود ہیں اس مسئلہ کو اس مسئلہ سے کیا نسبت۔ بہرحال بے سوچے سمجھے اعتراضات کر کے میرا وقت بھی خراب کیا اور اپنا بھی۔

اشکال | اگر یہ کہا جائے کہ وہ امیر جو غلام ہوگا وہ بھی قریشی ہی ہوگا۔

ازالہ | یہ چیز بھی مضحکہ خیز ہے۔ اگر وہ غلام بھی قریشی ہی ہوگا تو بتانے کی کیا ضرورت تھی، بس اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ امراء قریش میں سے ہوں گے۔ اتنا زور کیوں دیا گیا؟ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ زور اس لئے دیا گیا ہے کہ کہیں لوگ صرف قریش والی احادیث کو دلیل بنا کر کسی غیر قریشی امیر کو رد نہ کر دیں۔ کہیں یہ نہ کہدیں کہ ہم تو

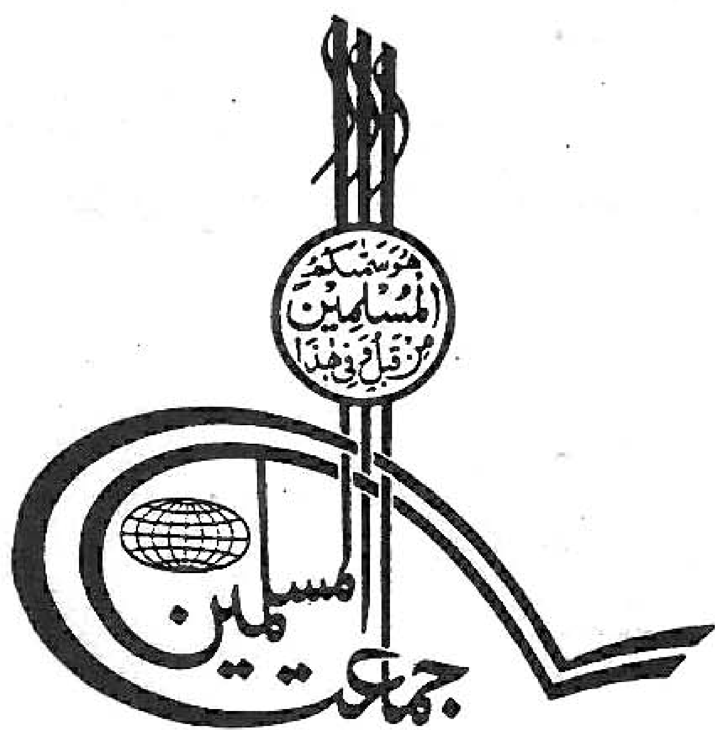
صرف قریشی کو خلیفہ بنائیں گے۔ لہٰذا یہ اشکال فضول ہے۔

جس طرح کہا گیا ہے کہ اطاعت حکومت والے امیر کی فرض ہے بے حکومت امیر کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ حکومت والا امیر تو اپنی اطاعت ڈنڈے کے زور پر کرالے گا۔ بات ہو رہی ہے جس کے پاس ڈنڈا نہیں ہے، قوّت نہیں ہے اس کو یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے رسول کی اطاعت کی۔ (صحیحین) یہی وجہ ہے کہ " اسمعوا و اطیعوا " کہہ کر زور دیا گیا ہے۔

محمد اشتیاق
امیر جماعت المسلمین
۹ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

جماعت المسلمین
مرکزی مسجد المسلمین کھوکھرا پار ۲/۲ ۔ کراچی، پاکستان۔

فون ۴۰۷۵۲۴



قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت المسلمین کو لازم پکڑو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)